سے کچھ لوگ کلکتہ چلے گئے تھے- کچھ اور شہرون مین نکل گئے تھے- شہر مین نیا انتظام- نئے قانون جاری تھے- آصف الدولہ کے امام باڑے مین قلعہ تھا- چارون طرف دمدمے بنے ہوئے تھے- گول دروازے سے لیکر دریا اور دور تک مکانات کھدے ہوے پڑے تھے- جابجا چوڑی چوڑی سڑکین نکل رہی تھین- گلیون مین کھمبے بنائے جاتے تھے- نالے نالیان صاف کیجاتی تھین- غرضکہ لکھنؤ اب اور ہی کچھ ہوگیا تھا-

مین دو چار مہینے خانم کے مکان پر رہی- اوسکے بعد بلطائف الحیل ایک علیحدہ کمرہ لیکر رہنا شروع کیا- زمانے کے انقلاب کے ساتھ خانم کی طبیعت بھی کچھ بدل گئی تھی- مزاج مین ایک قسم کی بے پروائی سی ہوگئی تھی- جو رنڈیان نکل کے علیحدہ ہوگئی تھین- اونکا تو ذکر کیا- جو ساتھ رہتی تھین اون کے روپے پیسے سے کوئی واسطہ غرض نہ تھی- میرا علیحدہ ہوجانا بھی کچھ اون کے مزاج کے خلاف نہ گذرا- دوسرے تیسرے مین جاتی تھی- سلام کرکے چلی آتی تھی- اوسی زمانے مین نواب محمود علیخان سے مجھے تپاک بڑھا- پہلے کچھ دنون تشریف لایا کیے- پھر نوکر رکھا- اوسکے بعد مجھے پابند کرنا چاہا- بھلا مجھسے کب ہوسکتا تھا کہ لکھنؤ مین رہون اور اپنے قدیم ملنے والون سے ملاقات ترک کردون- جب مین نے نوابصاحب کی طبیعت کا یہ رنگ دیکھا- ترک تعلق کرنا چاہا- نوابصاحب نے عدالت مین دعوی کردیا کہ "یہ مجھسے نکاح ہے"- عجب آفت مین جان پھنسی- مقدمہ کی پیروی مین ہزارون روپیہ صرف ہوئے- عدالت ابتدائی مین فیصلہ نوابصاحب کے موافق ہوا- اب مجھے روپوش ہونا پڑا- مدتون چھپی چھپی پھری- وکیل کی معرفت اپیل کی- اپیل مین نوابصاحب ہارے- نوابصاحب نے عدالت عالیہ مین اپیل کی- یہان بھی ہارے- اب ناجائز دھمکیان دینا شروع کین "مارڈالون گا" "ناک کاٹ لون گا" اس زمانے مین مجکو جان کی حفاظت کے لیئے دس بارہ آدمی لٹھ بند نوکر رکھنا پڑے جہان جاتی ہون یہ آدمی فینس کے ساتھ ساتھ ہین- ناک مین دم ہوگیا- آخر مین نے فوجداری مین مچلکے کا دعوی کیا- گواہون سے ثابت کرادیا کہ بیشک نوابصاحب درپئے آزار ہین- حاکم نے نوابصاحب سے مچلکہ لے لیا- اب جاکے جان چھوٹی- چھ برس تک ان مقدمون مین پھنسی رہی- خدا خدا کرکے نجات ہوئی-

جس زمانے مین نواب سے مقدمہ لڑ رہا تھا - ایک صاحب اکبر علیخان نامے - مختار پیشہ - چلتے پرزے - آفت کے پرکالے - ناجائز کارروائیون مین مشّاق - جعلسازی مین اوستاد - جھوٹے مقدمے بنانے مین وحیدِ عصر - عدالت کو دھوکا دینے مین یکتائے زمان - میری طرف سے پیروکار تھے - اونکی وجہ سے عدالتی کامون مین بہت مدد ملی - حق تو یہ ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو مین نواب سے سربر نہ ہوتی - اگرچہ سچّا واقعہ یہ ہے کہ نوابصاحب سے مجھسے نکاح نہ تھا - مگر عدالتون مین اکثر سچی بات کے لیے بھی جھوٹے گواہ پیش کرنا ہوتے ہین - فریق ثانی کی طرف سے بالکل جھوٹا دعوی تھا - لیکن مقدمہ اس سلیقے سے بنایا گیا تھا کہ کوئی صورت مفر کی نہ تھی - نکاح کے ثبوت مین دو مولوی پیش کیے گئے تھے - جن کے ماتھون پر گھٹے پڑے ہوے - بڑے بڑے عمامے سر پر - عبائین زیب دوش - ہاتھون مین کنٹھے - پاؤن مین کفشین - بات بات مین قال اللہ و قال الرسول - انکی صورت دیکھ کے حاکم عدالت کیا کسی نیک نیت آدمی کو کذب و دروغ کا شبہہ بھی نہین ہوسکتا - انہین سے ایک بزرگ ناکح کے وکیل بنے تھے - اور ایک منکوحہ کے - مگر پھر حق حق ہے اور ناحق ناحق - جرح مین بگڑ گئے - نواب کے اور گواہ اِن سے زیادہ بگڑے - اور انھین گواہون کی گواہی کی وجہ سے نواب اپیل ہار گئے - فوجداری مین میری طرف سے جو گواہ پیش کیے گئے تھے وہ سب اکبر علی کے بنائے ہوے تھے بالکل نہ بگڑے -

اکبر علیخان کی آمدورفت میرے مکان پر بہت زمانے تک رہی - اونھون نے میرے ساتھ پورا حق دوستی کا ادا کیا - ایک حبّہ نہین لیا - بلکہ اپنے پاس سے بہت کچھ صرف کیا - واقعی اونکو میرے ساتھ ایک قسم کی محبت تھی - میرا ذاتی تجربہ ہے کہ برے آدمی بھی بالکل برے نہین ہوتے - کسی نہ کسی سے بھلے ضرور ہو جاتے ہین - اگلے زمانے کے چورون کی نسبت آپ نے سنا ہوگا کہ جب کسی سے دوستی کر لیتے تھے تو اوسکا پورا نباہ کرتے تھے - بغیر کسی قدر بھلائی کے زندگی بسر نہین ہو سکتی - جو شخص سب سے برا ہو وہ کسکا ہو کے رہے گا - جتبک کوئی مقدمہ رہا - مین کسی اجنبی شخص کو اپنے پاس آنے نہ دیتی تھی - مبادا اوسکا بھیجا ہوا کوئی خفیہ خبر لینے آیا ہو - یا اور کسی طرح کا نقصان پہنچائے - اکبر علیخان ایک مرتبہ صبح کو کچہری جاتے وقت اور پھر شام کو کچہری سے پلٹ کے میرے مکان پر آتے تھے - شام کو یہین نماز

پڑھتی تھے۔ گھر سے کھانا آتا تھا۔ ہر چند مینے اصرار کیا کہ مکان سے کھانا منگانے کی کیا ضرورت۔ مگر اوِنھون نے دمانا۔ آخر مجبور ہو کے چپ ہو رہی۔ میرے گھر کے کھانے سے انکار بھی نہ تھا۔ مین بھی اونھین کے ساتھ کھانا کھاتی تھی۔ اُس زمانہ مین مین بھی نماز کی پابند ہو گئی تھی۔ اکبر علیخان کو تعزیہ داری سے عشق تھا۔ رمضان اور محرم مین وہ اس قدر نیک کام کرتے تھے جس سے اون کے سال بھر کے گناہون کی تلافی ہو جاتی تھی۔ یہ صحیح ہو یا غلط مگر اونکا اعتقاد یہی تھا۔

رسوا۔ یہ معاملہ ایمان کا ہے اسلیئے اِتنا مجھے کہہ لینے دیجیئے کہ یہ اعتقاد صحیح نہین ہے۔

امراؤ۔ میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔

رسوا۔ عقلمندون نے گناہون کی دو قسمین کی ہین۔ ایک وہ جنکا اثر اپنی ہی ذات تک رہتا ہے۔ اور دوسرے وہ جنکا اثر دوسرون تک پھونچتا ہے۔ میری راے ناقص مین پہلی قسم کے گناہ صغیرہ اور دوسری قسم کے کبیرہ ہین۔ (اگرچہ اور لوگون کی راے اِسکے خلاف ہو)۔ جن گناہون کا اثر دوسرون تک پھونچتا ہے اونکی بخشش وہی لوگ کرسکتے ہین۔ جنپر اوسکا بڑا اثر پھونچا ہو۔ تمنے خواجہ حافظ کا وہ شعر سنا ہوگا۔

مئے خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن
ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

امراؤ جان یاد رکھو۔ مردم آزاری بہت ہی بُری چیز ہے۔ اسکی بخشش کہین نہین ہے اور اگر اسکی بخشش ہو۔ تو معاذ اللہ۔ خدا کی خدائی بیکار ہے۔

امراؤ۔ میان میرا تو بال بال گنہگار ہے۔ مگر اِس سے مین بھی کانپتی ہون۔

رسوا۔ مگر تمنے دل آزاری بہت کی ہوگی۔

امراؤ۔ پھر یہ تو ہمارا پیشہ ہے۔ اسی دل آزاری کی بدولت لاکھون روپے ہمنے کمائے ہزارون اوڑائے۔

رسوا۔ پھر اِسکی کیا سزا ہوگی۔

امراؤ۔ اسکی کوئی سزا نہ ہونا چاہیئے۔ ہمنے جس قسم کی دل آزاری کی اوسمین ایک طرح کی لذت ہے۔ جو اوس دل آزاری کا معاوضہ ہو جاتا ہے۔

رسوا۔ کیا خوب۔

امراؤ- فرض کیجیے- ایک صاحب نے ہمکو پہلے تماشے مین کہین دیکھ لیا- مرنے لگے- کوڑی پاس نہین ہم بے پیسے مل نہین سکتے- اونکا دل دکھتا ہے- پھر اسمین ہمارا کیا قصور ہے دوسرے صاحب ہمسے ملنا چاہتے ہین- روپیہ بھی دیتے ہین- ہم ایک اور شخص کے پابند ہین- یا اون سے ملنا نہین چاہتے- اپنا دل- اونکی جان پر بنی ہے- پھر؟ ہماری بلا سے- بعض صاحب ہمارے پاس اسطرح کے آتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ ہمین چاہو- ہم نہین چاہتے- اجارہ ہے- اس سے اون کو صدمہ پہونچتا ہے- پھر ہماری پاپوش سے-

رسوا- یہ سب گولی مارنے کے لائق ہین- مگر برائے خدا کہین مجھے انہین سے کسی مین نہ شمار کر لیجیے گا؟-

امراؤ- خدا نہ کرے- آپ خوش باشون مین ہین- نہ آپ کسی کو چاہتے ہین- نہ کوئی آپکو چاہتا ہے- اور پھر آپ سب کو چاہتے ہین اور سب آپ کو-

رسوا- یہ کیا کہا؟ ایک بات ہے- اور نہین بھی ہے- کہین ایسا ہو سکتا ہے-

امراؤ- مین منطق تو زیادہ پڑھی نہین- مگر ہو سکتا ہے- جب ایک بات کے دو پہلو ہون- ایک چاہنا عقلمندی کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک بیوقوفی کے ساتھ-

رسوا- اسکی مثال-

امراؤ- پہلے کی مثال- جیسے آپ مجکو چاہتے ہین- مین آپ کو-

رسوا- خیر میرے چاہنے کا حال تو میرا ہی دل جانتا ہے- اور آپ کے چاہنے کا حال آپ کے اقرار سے معلوم ہو گیا- آگے چلیے- دوسری مثال-

امراؤ- خیر اگر نہین چاہتے تو میرا برا چاہتے ہون گے- دوسرے کی مثال سنیے- جیسے فریادرس آپہی-

رسوا- نہین اس مثال مین آپ نے غلطی کی- اور کوئی مثال دیجیے-

امراؤ- اچھا- جیسے قیس لیلی کو چاہتا تھا-

رسوا- آپ بھی کیا دقیانوسی مثال ڈھونڈھ کے لائی ہین-

امراؤ- اچھا- جیسے . . . نظیر . . .

رسوا- (بات کاٹ کے) اس مثال سے معاف کیجیے- اس موقع پر مجکو ایک شعر یاد آیا ہے- سن لیجیے- اور اپنا قصہ دوہرایئے-

کیا کہون تجھسے محبت وہ بلا ہے ہمدم
ہمکو عبرت نہ ہوئی غیر کے مرجانے سے

امراؤ- ہان وہ کلکتہ والا معاملہ!-

رسوا- اتنی دور کہان پہنچین- کیا لکھنؤ مین ایسے نہین رہتے-

امراؤ- دنیا خالی نہین ہے-

رسوا- ہان مین نے سنا تھا- اب اکبر علیخان کے گھر بیٹھ گئی تھین-

امراؤ- مجھسے سُنیے- جس زمانے مین نواب عدالت ابتدائی سے جیت گئے ہین- اور ہین روپوش ہوئی ہون- اوس زمانے مین اکبر علیخان مجھے اپنے مکان پر لے گئے تھے کئی برس رہنے کا اتفاق ہوا- اُس زمانے مین تین آدمی اِس دھوکے مین تھے کہ مین اکبر علی کے گھر بیٹھ گئی- ایک تو اکبر علی- دوسرے اونکی بیوی- تیسرے . . . کا نام نہ بتاؤن گی-

رسوا- مین بتا دون!-

امراؤ- گوہر مرزا؟-

رسوا- جی نہین-

امراؤ- تو پھر اور کون؟- بتایئے-

رسوا- آپ بتایئے-

امراؤ- ایسے فقرے کسی اور کو دیجیے گا-

رسوا- فقرہ کیسا- مین بھی ایک پرچے پر لکھ کے رکھے دیتا ہون- پھر آپ بتایئے-

امراؤ- بہتر-

رسوا- پرچہ لکھ کے رکھدیا- اب کہیئے-

امراؤ- تیسرے مین خود-

رسوا- پرچے مین لکھا تھا- "آپ خود"

امراؤ- واہ مرزا صاحب خوب پہچانا-

رسوا- آپ کی عنایت ہے- ہان تو کیا گذری؟-

امراؤ- گذری کیا سنیئے-

اول تو مجھے اونھون نے ایک چھوٹے سے مکان مین لیجا کے اوتارا جو اون کے مکان سے ملا ہوا تھا- کھڑکی درمیان تھی- مگر کچا سا مکان- ایک چھوٹی سی دالان- آگے چھپّر- ایک اور چھپّر سامنے پڑا ہوا- اوسمین دو چولھے بنے ہوے- یہ کیا ہے باورچیخانہ- اور سب خانہ کی ایسی ہی سمجھ لیجیے- اِسی مکان مین مین بھی رہون- میان کے بے تکلف دوست بھی آیا جاتے ہین- اِن مین سے ایک صاحب رئیس موضع شیخ افضل حسین چھوٹتے ہی "بھوجی" کہنے لگے- اِن کے بے تکلّفی پن نے ناک مین دم کر دیا- باتون کی فرمائش سے

بنگ ہوگئی - ہر ستے - بھوجی - پان نہ کھلاوگی -

ایک دن دو دن - آخر مروت کہان تک - انتہا یہ کہ پاندان مین نے اون کے آگے سرکا دیا - اوسدن سے مین خود دست بردار ہوگئی - اونھون نے قبضہ کرلیا - جیسے کوئی مال موروثی پر قبضہ کرتا ہو - پان اِس بدتمیزی سے کھاتے تھے کہ دیکھنے والون کو خواہ مخواہ نفرت ہوجاے - کتھے چونے کی کلھیون مین اونگلیان پڑ رہی ہاین - زبان سے چاٹ رہے ہاین - مین نے جب یہ قرینہ دیکھا - چکنی کے چورے اور الائچی پر بسر کرنے لگی - اِسمین بھی وہ سا جھا لگانے لگے -

ایک اور صاحب واجد علی نامے اکثر خصوصاً کھانے کے وقت ضرور تشریف لاتے تھے - اب یاد نہین اکبر علیخان کے برادر نسبتی تھے - اوں کے مذاق مین فحش حدِ اعتدال سے زیادہ تھا -

اِن دونون صاحبون کے سوا اکبر علیخان صاحب کے بے تکلف احباب بہت سے تھے - جنمین سے اکثر کو مقدمہ بازی کا شوق تھا - دن رات قانون چھٹا کرتا تھا - مگر جب مرزا صاحب تشریف لیجاتے تھے تو اک ذرا امن ہوجاتی تھی - اِسلیے کہ اونکو مقدمون کی باتین سننے سے نفرت تھی -

اِس مکان سے چند روز کے بعد میری طبیعت حد سے زیادہ اوکتا گئی - قریب تھا کہ کہین اور رہنے کا بندوبست کیا جاے کہ ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر علیخان کسی مقدمے مین فیض آباد گئے - افضل علی اپنے گانون - اتفاق سے مکان مین کوئی نہین ہے - دروازے کی کنڈی بند کرلی ہے - مین اکیلی بیٹھی ہون کہ اتنے مین کھڑکی (جو زنانہ مکان کے دیوار مین تھی) کھلی اور اکبر علیخان کی بیوی اندر چلی آئین - مجھے خواہی نخواہی سلام کرنا پڑا - انگنائی مین تختون کا چوکا بچھا تھا - اوسی کے پاس میرا پلنگ لگا تھا - پہلے بڑی دیر تک چپکے کھڑی رہین - آخر مین نے کہا - یا اللہ بیٹھ جایے - بارے بیٹھ گئین -

مین - یہ ہم غریبون پر کیا عنایت تھی - آج اِدھر کہان تشریف آئی -

بیوی - تمکو میرا آنا ناگوار ہو - تو چلی جاؤن -

مین - جی نہین - آپ کا گھر ہے - مجھے ایسا حکم ہو تو مناسب بھی ہے -

بیوی - یے باتین نہ بناؤ - اگر میرا گھر ہے تو تمھارا گھر بھی ہے - اور سچ پوچھو تو نہ میرا ہے نہ تمھارا - گھر تو گھر والے کا ہے -